عنوان	مضمون سوال وجواب	مستفتی	نقل فتاویٰ	مع رجسٹر
تبویب		محترم فوزیہ	۹/ ۲۹ھ	۱۳/ ۱۰۷۷

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

میں فوزیہ نور بنت نور محمد کی عمر ۲۵ سال ہے، میرا نکاح میرے ماموں زاد بھائی [redacted] کے ساتھ اگست ۲۰۰۵ء میں ہوا شادی کے دو دن بعد جبکہ رخصتی نہیں ہوئی تھی وہ میرے گھر آکر رات کے وقت میں علیحدہ کمرے میں میرے پاس آیا اور ہمبستری کی خواہش کی تو میں نے اس کو منع کر دیا کہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی، اس لئے اس طرح کرنا مناسب نہیں ہے، تو وہ اپنے گھر حیدر آباد چلا گیا اور پھر وہ ایک ہفتہ بعد نوکری کے بہانے کراچی آیا اور والد صاحب نے اس کی مجبوری کی وجہ سے کہ رات کہاں گزارے گا اسے ہمارے گھر ٹھہرانے کی اجازت دے دی، آدھی رات کو میرے پاس آیا اور ہمبستری کی خواہش کا اظہار کیا، میں نے اسے بہت سمجھایا اور منع کیا لیکن وہ نہیں مانا، اور مجھ سے کہنے لگا کہ تو میرے نکاح میں ہے، لیکن میں نے کہا رخصتی کرالو اس کے بعد تمہارے حقوق ادا کروں گی، آدھا گھنٹہ یہ کشمکش چلتی رہی، تو اس نے غصہ میں کہا میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا کہ کیا کہہ رہے ہو اس نے کہا اگر بات نہیں مانی تو ایک بار اور بول دوں گا اور تو میرے نکاح سے خارج ہو جائے گی میں نے اس سے کافی منت کی لیکن وہ بدتمیزی پر اتر آیا اور مار پیٹ شروع کی تو مجھے خطرہ ہوا کہ میرے گھر والے اٹھ نہ جائیں، میرے والد دل کے مریض تھے، اور بھی بیماریوں میں مبتلا تھے (اب ان کا انتقال ہو گیا ہے) اگر وہ سن لیتے تو برداشت نہ کر سکتے، تو مجبوراً اس کی بات ماننا پڑی اور اس ہمبستری سے مجھے حمل ٹھہر گیا۔

میں نے دو مہینے بعد فون کیا کہ میں حاملہ ہوں تو اس نے اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دیا اور مجھے برا بھلا کہا اور کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ میں نے اس کے بعد اسے دو بار فون کیا تو اس نے کہا میں اپنی والدہ کو کراچی بھیج رہا ہوں، وہ تمہارا ابارشن (صفائی) کروا دیں گی، میں نے بہت منت کی کہ ایسا نہ کریں لیکن وہ نہیں مانے اور کہا کہ اگر تم نے نہ مانا تو تمہاری کبھی رخصتی نہیں لیں گے مجبور ہو کر میں نے صفائی کرائی، اس کی والدہ ایسے معمولی ہسپتال لے گئیں کہ جہاں صحیح طریقے سے صفائی نہیں ہوئی اور مجھے ذاتی سامان بیچ کر دوبارہ صفائی کرانی پڑی، پھر چند ماہ بعد ہمیں ایک شادی میں شرکت کے لئے حیدر آباد جانا ہوا، رات ہم ماموں کے گھر ٹھہرے تو پھر اس نے اپنے گھر میں وہی زیادتی شروع کی میں نے مزاحمت کی تو مجھے کہا "جا تجھے طلاق دی" اور پھر مجبور کر کے ہمبستری کر لی، اس کے بعد میری دوبارہ ابارشن کرا دی، اس طرح رخصتی کئے بغیر مجھے ذلیل کرتا رہا، وہ طلاق کو ایک کھیل سمجھتا ہے اس کے بعد بھی کئی مرتبہ طلاق کے الفاظ بول چکا ہے۔ میں دریافت یہ کرنا چاہتی ہوں کہ آیا میرا اس سے نکاح باقی ہے یا نہیں؟ کیا وہ مجھے اپنے گھر رخصتی کرا سکتا ہے یا نہیں؟ سائلہ

فوزیہ

Fozia (جواب مسئلہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں۔)

۱۳/ ۲۰۰۸ء

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورتِ مسئولہ میں اگست ۲۰۰۵ء میں نکاح کے دو دن بعد جب آپ کا شوہر آپ کے پاس آیا اور تنہائی میں آپ سے ہمبستری کی خواہش کا اظہار کیا تو شرعاً اس کو اس بات کا حق تھا، کیونکہ نکاح کے بعد ہمبستری کیلئے شرعاً رخصتی ضروری نہیں۔ تاہم جب وہ آپ کے منع کرنے پر ہمبستری کئے بغیر واپس چلا گیا تو اس سے خلوتِ صحیحہ ثابت ہوگئی، پھر اس کے ایک ہفتہ بعد جب وہ کراچی آیا اور آپ کے گھر میں دوسری مرتبہ ہمبستری کی خواہش ظاہر کی اور آپ کے شروع میں منع کرنے پر اس کے کہنے سے کہ ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' آپ پر دو طلاقِ بائن واقع ہوگئیں اور نکاح ختم ہوگیا، اس کے بعد شوہر نے دوبارہ نکاح کئے بغیر جو زبردستی ہمبستری کی، وہ سراسر ناجائز اور حرام کام کیا، اس کی وجہ وہ سخت گناہ گار ہوا ہے، اس پر صدقِ دل سے توبہ واستغفار کرنا لازم ہے۔

اس کے دو ماہ بعد جب آپ حاملہ تھیں، فون پر گفتگو کے دوران اس نے جب آپ کو یہ الفاظ کہے ''میں نے تجھے طلاق دی'' تو اس سے آپ پر تیسری طلاق بھی واقع ہو کر حرمتِ مغلظہ ثابت ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد دی ہوئی طلاقیں لغو اور بیکار ہیں۔ نیز اس کے بعد جو اس نے آپ کے ساتھ زبردستی ہمبستری کی وہ بھی سراسر ناجائز اور حرام تھی اس کی وجہ سے بھی وہ سخت گناہ گار ہوا ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس معاملہ میں اللہ سے ڈرے اور جو کچھ حرام کام کیا اس پر صدقِ دل سے توبہ واستغفار کرے۔ (مأخذہٗ احسن الفتاوی: ۵/۱۶۸)

آپ کی عدت کا حکم یہ ہے کہ اگر ابارشن (صفائی) کے وقت آپ کے حمل میں موجود بچہ کا کوئی عضو مثلاً ہاتھ، پاؤں، انگلی، ناخن وغیرہ بن چکا تھا تو اس ابارشن (صفائی) سے آپ کی عدت بھی گزر کر ختم ہوگئی، لیکن اگر بچہ کا کوئی عضو نہیں بنا تھا تو اس صورت میں تیسری طلاق کے بعد سے آپ پر تین ماہواریاں عدت گزارنا لازم ہے۔ واضح رہے کہ ابارشن کے وقت آپ کو جو خون آیا اگر وہ کم از کم تین دن تک جاری رہا تھا تو وہ آپ کی پہلی ماہواری شمار ہوگی۔ (مأخذہٗ التبویب: ۴/۸۷۴۲)

الفتاوى الهندية (ج ۱، ص ۳۰۵)

والخلوة الصحيحة أن يجتمعا في مكان ليس هناك مانع يمنعه من الوطء حسا أو شرعا أو طبعا كذا في فتاوى قاضي خان۔

الفتاوى الهندية :(ج ۱، ص ۳۰۵)

ومن الموانع لصحة الخلوة أن تكون المرأة رتقاء أو قرناء أو عفلاء أو شعراء كذا في التبيين.....وإن خلا بها ولم تمكنه من نفسها اختلف المتأخرون فيه قال بعضهم لا تصح الخلوة وقال بعضهم تصح كذا في السراج الوهاج۔

بدائع الصنائع :(ج ۳، ص ۱۷٤)

ولو خلا بها خلوة صحيحة ثم طلقها صريح الطلاق وقال لم أجامعها كان طلاقا بائنا حتى لا يملك

Scanned by CamScanner

مراجعتها وإن كان للخلوة حكم الدخول لأنها ليست بدخول حقيقة فكان هذا طلاقا قبل الدخول حقيقة فكان بائنا۔

الدر المختار:(ج۳، ص۱۱۸تا۱۲۰)

(فی ثبوت النسب) ولو من المجبوب(و) فی (تأکد المهر) المسمی و مهر المثل بلا تسمیة و(النفقة والسکنی والعدة وحرمة نکاح أختها وأربع سواها) فی عدتها(وحرمة نکاح الامة ومراعاة وقت الطلاق فی حقها)وکذا فی وقوع طلاق بائن آخر علی المختار (لا) تکون کالوطئ فی (حق) بقیة الاحکام کالغسل و(الاحصان وحرمة البنات وحلها للاول والرجعة والمیراث) وتزویجها کالابکار علی المختار وغیر ذلك۔الخ

حاشیة رد المحتار :(ج۳، ص۱۱۸تا۱۲۰)

قوله:(وکذا فی وقوع طلاق بائن آخر الخ) فی البزازیة: والمختار أنه یقع علیها طلاق آخر فی عدة الخلوة وقیل لا اه۔وفی الذخیرة: وأما وقوع طلاق آخر فی هذه العدة فقد قیل لا یقع وقیل یقع وهو أقرب إلی الصواب لان الاحکام لما اختلفت یجب القول بالوقوع احتیاطا ثم هذا الطلاق یکون رجعیا أو بائنا ذکر شیخ الاسلام أنه یکون بائنا اه۔ومثله فی الوهبانیة وشرحها۔والحاصل أنه إذا خلا بها خلوة صحیحة ثم طلقها طلقة واحدة فلا شبهة فی وقوعها فإذا طلقها فی العدة طلقة أخری فمقتضی کونها مطلقة قبل الدخول أن لا تقع علیها الثانیة لکن لما اختلفت الاحکام فی الخلوة أنها تارة تکون کالوطئ وتارة لا تکون جعلناها کالوطئ فی هذا فقلنا بوقوع الثانیة احتیاطا لوجودها فی العدة والمطلقة قبل الدخول لا یلحقها طلاق آخر إذا لم تکن معتدة بخلاف هذه۔والظاهر أن وجه کون الطلاق الثانی بائنا هو الاحتیاط أیضا ولم یتعرضوا للطلاق الاول وأفاد الرحمتی أنه بائن أیضا لانه طلاق قبل الدخول غیر موجب للعدة لان العدة إنما وجبت لجعلنا الخلوة کالوطئ احتیاطا فإن الظاهر وجود الوطئ فی الخلوة الصحیحة ولان الرجعة حق الزوج وإقراره بأنه طلق قبل الوطئ ینفذ علیه فیقع بائنا وإذا کان الاول لا تعقبه الرجعة یلزم کون الثانی مثله اه۔ویشیر إلی هذا قول الشارح طلاق بائن آخر فإنه یفید أن الاول بائن أیضا ویدل علیه ما یأتی قریبا من أنه لا رجعة بعده وسیأتی التصریح به فی باب الرجعة وقد علمت مما قررناه أن المذکور فی الذخیرة هو الطلاق الثانی دون الاول فافهم۔ثم ظاهر إطلاقهم وقوع البائن أولا وثانیا کان بصریح الطلاق وطلاق الموطوءة لیس کذلك فیخالف الخلوة الوطئ فی ذلك۔وأجاب ح : بأن المراد التشبیه من بعض الوجوه وهو أن فی

Scanned by CamScanner

كل منهما وقوع طلاق بعد آخر .وأما الجواب بأن البائن قد يلحق البائن فى الموطوئة فلا يدفع لمخالفة المذكورة فافهم-

البحر الرائق شرح كنز الدقائق :(ج٣، ص ٢٧١)

وفى حرمة البنات وحلها للأول والميراث حتى لو أبانها ثم مات فى عدتها لم ترثه كما فى المجتبى وفى الرجعة فلا يصير مراجعا بالخلوة ولا رجعة له بعد الطلاق الصريح بعد الخلوة وأما فى حق وقوع طلاق آخر ففيه روايتان والأقرب إلى الصواب الوقوع ؛ لأن الأحكام لما اختلفت يجب القول بالوقوع كذا فى الذخيرة-

شرح المنحة الخالق على البحر الرائق :(ج٣، ص٢٧١،٢٧٢)

قوله وفى حرمة البنات أى ولم يقيموها مقامه فى ذلك والكلام فى الخلوة الصحيحة كما صرح به فى التبيين والفتح وغيرهما فما حرره فى عقد الفوائد مما حاصله أن حرمة البنات بالخلوة الصحيحة لا خلاف فيها بين الصاحبين واختلفوا فى الفاسدة قال محمد لا تحرم وحرمها الثانى ضعيف وما ادعاه من عدم الخلاف ممنوع كما أوضحه فى النهر قوله : وأما فى حق وقوع طلاق آخر إلخ ظاهره أنها قائمة مقامه على ما هو المختار من الوقوع مع أنه من فروع وجوب العدة كما فى النهر قال : وهذا مما غفل عنه فى عقد الفوائد والبحر ـ قوله كذا فى الذخيرة أقول : تمام عبارة الذخيرة ثم هذا الطلاق يكون رجعيا أو بائنا ذكر شيخ الإسلام أنه يكون بائنا ـ

الفتاوى الهندية :(ج١،ص٥٤٠)

ولو خلا بامرأته خلوة صحيحة ثم طلقها صريحا وقال لم أجامعها فصدقته أو كذبته وجبت عليها العدة ولها كمال المهر فإن قال لها راجعتك لم تصح المراجعة-

الفتاوى الهندية : (ج١،ص٣٠٤)

وأصحابنا أقاموا الخلوة الصحيحة مقام الوطء فى حق بعض الأحكام دون البعض فأقاموها مقامه فى حق تأكد المهر وثبوت النسب والعدة والنفقة والسكنى فى هذه العدة وحرمة نكاح أختها وأربع سواها وحرمة نكاح الأمة على قياس قول أبى حنيفة رحمه الله تعالى ومراعاة وقت الطلاق فى حقها ولم يقيموها مقام الوطء فى حق الإحصان وحرمة البنات وحلها للأول والرجعة والميراث وأما فى حق وقوع طلاق آخر ففيه روايتان والأقرب أن يقع ـ كذا فى التبيين-

مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر :

Scanned by CamScanner

اعلم أن أصحابنا أقاموا الخلوة الصحيحة مقام الوطء فى بعض الأحكام لتأكد المهر وثبوت النسب والعدة والنفقة والسكنى فى مدة العدة وحرمة نكاح أختها وأربع سواها ما دامت العدة قائمة ومراعاة وقت الطلاق فى حقها وحرمة نكاح الأمة عليها فى هذا العقد عن طلاق بائن على قياس قول الإمام ولم يقيموها مقام الوطء فى حق الإحصان وحرمة البنات وحلها للأول والرجعة والميراث وأما فى حق وقوع طلاق آخر ففيه روايتان والأقرب أن يقع.

المحيط البرهانى للإمام برهان الدين ابن مازة :

أما الأحكام التى أقاموا الخلوة فيها مقام الوطىء تأكد جميع المسمى إن كان فى العقد تسمية وتأكد أ مهر المثل إن لم يكن فى العقد تسمية وثبوت النسب ووجوب العدة ووجوب النفقة والسكنى فى هذه العدة وحرمة نكاح أختها ما دامت العدة قائمة وحرمة نكاح أربع سواها وحرمة نكاح الأمة عليها على قياس قول أبى حنيفة رحمه الله فى حرمة نكاح الأمة على الحرة فى العدة عن الطلاق البائن ومراعاة وقت الطلاق فى حقها. وأما الأحكام التى لا تقوم الخلوة فيها مقام الوطء: فالإحصان حتى لا يصير محصنا بالخلوة وحرمة البنات والإحلال للزوج الأول والرجعة والميراث حتى لو طلقها ثم مات فى العدة لا ترث. أما وقوع طلاق آخر فى هذه العدة فقد قيل: لا يقع وقيل: يقع وهو أقرب إلى الصواب؛ لأن الأحكام لما اختلفت فى هذا الباب يجب القول بالوقوع احتياطا. وكام يتأكد جميع المهر بالدخول وبالخلوة الصحيحة يتأكد بموت أحدهما.

شرح فتح القدير :

أقاموا الخلوة الصحيحة مقام الوطء فى حق بعض الأحكام تأكد المهر وثبوت النسب والعدة والنفقة والسكنى فى مدة العدة ومراعاة وقت طلاقها ولم يقيموهما مقامه فى الإحصان وحلها للأول والرجعة والميراث وحرمة البنات يعنى إذا خلا بالمطلقة الرجعية لا يصير مراجعا وإذا خلا بامرأة ثم طلقها لا تحرم بناتها ولا يرث منها لو ماتت فى العدة للاحتياط الواجب فى هذه الأحكام وفى شرح الشافى ذكر تزوج البنت على عكس هذا ففيه خلاف وأما فى حق وقوع طلاق آخر ففيه روايتان والأشبه وقوعه لأن الأحكام لما اختلفت فى هذا الباب وجب أن يقع احتياطا

تبيين الحقائق :(ج ٢، ص١٤٤)

واعلم أن أصحابنا رحمهم الله أقاموا الخلوة الصحيحة مقام الوطء فى حق بعض الأحكام دون البعض فأقاموها فى حق تأكد المهر وثبوت النسب والعدة والنفقة والسكنى فى هذه العدة ونكاح أختها

Scanned by CamScanner

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

مضمون سوال وجواب

وأربع سواها وحرمة نكاح الأمة على قياس قول أبي حنيفة ومراعاة وقت الطلاق في حقها ولم يقيموها مقام الوطء في حق الإحصان وحرمة البنات وحلها للأول والرجعة والميراث وأما في حق وقوع طلاق آخر ففيه روايتان والأقرب أن يقع ۔

الدر المختار:(ج ۱، ص ۳۰۲)

(و) انقضاء (العدة من الأخير وفاقا) لتعلقه بالفراغ (وسقط) مثلث السين أي مسقوط (ظهر بعض خلقه كيد أو رجل) أو أصبع أو ظفر أو شعر ولا يستبين خلقه إلا بعد مائة وعشرين يوما (ولد) حكما (فتصير) المرأة (به نفساء والأمة أم ولد ويحنث به) في تعليقه وتنقضي به العدة فإن لم يظهر له شيء فليس بشيء والمرئي حيض إن دام ثلاثا وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة

حاشية ابن عابدين :(ج ۱ ص ۳۰۲)

قوله :(ولا يستبين خلقه الخ) ..... نعم نقل بعضهم أنه اتفق العلماء على أن نفخ الروح لا يكون إلا بعد أربعة أشهر أي عقبها كما صرح به جماعة وعن ابن عباس أنه بعد أربعة أشهر وعشرة أيام وبه أخذ أحمد ولا ينافي ذلك ظهور الخلق قبل ذلك لأن نفخ الروح إنما يكون بعد الخلق۔ والله تعالىٰ أعلم بالصواب

شمس الحق غفر الله تعالىٰ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۴۲۹/۷/۶ھ

الجواب صحیح

عبدہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۴۲۹-۷-۶ھ

الجواب صحیح

عبد المنان نورپوری

۱۴۲۹-۷-۸ھ

الجواب صحیح

۱۴۲۹-۷-۸ھ

Scanned by CamScanner